"کیا سمجھے گا وہ جس کی رگوں میں ہے لہو سرد"

سید عطاء المحسن بخاری

مادی تصورات اور مادی حقیقتیں ماننے والے لوگ روحانی حقیقتوں کا فہم ہی نہیں رکھتے۔ ادراک و معرفت تو ان کی مادی عقل سے صدیوں کے فاصلہ پر ہے۔ مادے میں مسلسل تغیر ان کی عقل کو متغیر کر دیتا ہے اور وہ ایک نئے تغیر کو حقیقت سمجھ کر اسکے تعاقب میں بھاگ کھڑے ہوتے اور قلم کے زور سے منوانا شروع کر دیتے ہیں۔ ان بے چاروں کی حالت نا دیدنی ہوتی ہے۔ ابھی وہ اس تغیر کو حقیقت مان کے، منوانے کے عرصہ میں جشن منا رہے ہوتے ہیں کہ ایک اور تغیر حقیقت کا لبادہ اوڑھے ان بے چاروں کا منہ چڑانے کے لئے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ اسی مادی جدلیت سے پیدا ہونے والے کمیونزم کو دیکھئے، جہاں اس نے جنم لیا وہاں تو یہ پیدا ہوتے ہی مر گیا تھا لیکن جہاں پینتیس لاکھ انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار کے اس مادی تغیر نے حقیقت کا وجود دھارا تھا آج یہ وہاں بھی مر چکا ہے اور واپس ہو رہا ہے، یورپ کے غلیظ ماحول کو پکار رہا ہے۔ انسان کو اپنی آمد پر بھی قتل کیا اور واپسی پر قتل کر رہا ہے اور بے دریغ قتل کر رہا ہے۔ انسان مر رہا ہے مگر یہ مادی عقل والا دو پایہ اپنی بقا کا راستہ تلاشتا ہوا پھر اسی جنگل میں واپس آگیا ہے جہاں سے انسانیت کی ترقی و برتری کے لیئے نکلا تھا۔

اسکے برخلاف روحانی حقیقتیں اور انکا ادراک و یقین، غیر متزلزل اور غیر متغیر ہے۔ اسمیں جنس، صین اور ذات کا تغیر کبھی نہیں ہوگا، خواہ کتنے موسمی اور مادی تغیرات کی تہیں کیوں نہ جم جائیں۔ مثلاً توحید، رسالت، قیامت...... ان حقیقتوں میں کوئی تغیر بھی نہیں آیا اور نہ بوزنے کی متغیر عقل اسمیں تغیر برپا کر سکی ہے۔ ان حقیقتوں کے انکار سے وہ کہ ایک مادہ تھا متغیر ہو گیا، بگڑ گیا، مسخ ہو گیا (اس شہابیے کی طرح جو افلاک کی وسعتوں سے گرتا ہوا زمین تک آ کے بھسم ہو جاتا ہے اور بس)

مگر توحید و رسالت اور آخرت کی حقیقتوں میں تغیر رونما نہ کر سکا۔ ان حقیقتوں کی دریافت یقین سے وابستہ ہے۔ یقین کے بغیر یہ حقیقتیں، ان کی معرفت، ان کا ادراک حاصل نہیں ہو سکتا اور یقینیات میں اجتہاد نہیں ہوتا۔ اجتہاد پیش آمدہ واقعات و حالات میں تو ہوتا ہے اور اسمیں فرقوں میں تقسیم ہونے کا کوئی خدشہ نہیں۔ فرقوں میں تقسیم ہوتا ہے جب آدمی زادہ یقینیات کے مقابلے میں گمان کو یقین بنانے پہ تل جائے اور اس کے لئے اپنی طبعی قساوت، شقاوت، اور بغاوت کو کام میں لائے اپنی جبلی خساستوں کو حقیقت کا روپ دیدے۔ مثلاً مسلّم حقیقت یہ ہے کہ غیر محرم مرد جب بھی غیر محرم عورتوں سے مخلوط ہو گا، بدکاری جنم لے گی۔ اب اسمیں بوزنے کی عقل نے اجتہاد کیا۔ بکرے، بکریاں، بھیڑیں، بھیڈو، چڑے، چڑیاں، کوے، کویاں یہ سب بھی ہماری طرح حیوان ہیں مگر ان کے اختلاط پر کوئی پابندی نہیں۔ لہذا ہم پر بھی پابندی غلط

ہے۔ یہ غلامی کی یادگار ہے، یہ جاہلوں کا شیوہ ہے۔ لہذا اختلاط اور آزادی لازم و ملزم ہیں۔ یہ تو فرقہ بنا کہ اس نے دین کی بنیادی حقیقت کا انکار کر کے ایک جنسی خبث کو اچھا نام دیکر حقیقت کو متغیر کرنے کی ناپاک کوشش کی اور اس برے تغیر کو حقیقت کا نام دے ڈالا۔ یہ درست ہے کہ جتنے لذیذ تغیر ہونگے وہ چتر حقیقت بن کے حیوانی عقل پر سایہ فگن رہیں گے اور اس شخص کے لئے حقیقت کا چہرہ چھپا رہے گا کہ وہ اس یقین کی نعمت سے محروم ہے۔ جس سے حقیقتیں پہچانی جاتی ہیں۔ یہی حال تمام جبلتوں کا ہے۔ جب ان جبلتوں کو منظم کر لیا جائے تو فطرت ثانیہ بن جاتی ہیں۔ عورت کی مثال ہی لیجئے، عورت اور مرد کی چاہت، خواہش، جذبہ، محبت مسلّم مگر جبلت کی ان کیفیتوں کو اگر کھلا چھوڑ دیا جائے تو جنسی انار کی پیدا ہو جائے گی۔ جیسے یورپ اور امریکہ میں، اور ان کی نقالی میں اب پاکستان میں جنسی انار کی "بکثرت پائی جاتی ہے"۔ اور اگر انہی جبلی کیفیتوں کو منظم کر لیا جائے اور دین کے ماتحت منظم کیا جائے اور اس انارکسٹ لڑکے لڑکی کو شادی کے بندھن میں باندھ دیا جائے تو خیر غالب ہو گی، شر مٹ جائے گا۔ اس کا واضح مطلب یہ نکلتا ہے کہ انسان کے دین کے ماتحت ہو کے منظم ہونے کا نام خیر ہے اور اسمیں اجتہاد کا نام شر ہے۔ محبت کتنی اعلیٰ قدر ہے مگر اسکی بلندی و برتری اسی وقت تک قائم رہے گی۔ جب ماں، بہن، بیٹی اور بیوی سے محبت کی جائے گی اور اگر کوئی نظر باز اور دل پھینک ہو جائے تو اس محبت میں سفلگی، خباثت، خساست، وحشت اور شرارت آجائیگی اور اس شر سے نفرت عین فطرت ہے! اسی میں انسانی ترقی و برتری مضمر ہے۔

اے اولوالالباب، عقل انسانی سے کام لو!

اک زندہ حقیقت مرے سینے میں ہے مستور
کیا سمجھے گا وہ جس کی رگوں میں ہے لہو سرد

(بقیہ از صفحہ ۳۴)

مارے جارہے ہیں"۔

معین باری یہ خبر پڑھ کر خوشی سے پھولا نہ سماتا تھا کہ اس کی نشاندہی اور توجہ دلانے سے کتنی بڑی سازش پکڑی گئی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ میں یہاں بیوی بچوں کے مالی تحفظ کے لیے آیا تھا' لیکن اللہ پاک نے مجھ سے تحفظ ختم نبوت کا کتنا بڑا کام لے لیا۔ میں اپنے اہل و عیال کی معاشی حفاظت کے لیے یہاں آیا تھا' لیکن خدائے رحمان نے مجھ سے حفاظت قرآن کی خدمت لے لی۔ میں یہاں اپنا مستقبل سنوارنے آیا تھا' لیکن مالک رحیم نے میری آخرت سنوارنے کا کام بھی کر دیا۔